حضرت مولانا مدرار اللہ صاحب مدرار نقشبندی کا گراں قدر تحقیقی اور وقیع مقالہ بالاقساط ماہنامہ الحق میں شائع ہوتا رہا۔ جس سے ہم لوگ برابر مستفید ہوتے رہے اور جس میں ٹھوس اور ناقابل تردید دلائل سے پرویز صاحب کے انکار قرآن کا ثبوت مہیا کیا گیا ہے۔ اور قرآنی آیات میں اس کے تحریفات، تاویلات باطلہ اور دجل و تلبیس سے نقاب اٹھایا گیا۔ اب "پرویز اور قرآن" کے نام سے الحق کے اس سلسلۂ مضامین کو علیحدہ کتابی صورت میں شائع کر دیا گیا ہے۔

پرویزیت کے آرگن ماہنامہ "طلوع اسلام" نے مئی کے شمارہ میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مندرجہ بالا گوہرافشانی کی ہے۔ ہم خوش ہیں اور ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں کہ "الحق" کا تیر اپنے ہدف پر صحیح پہنچا۔ باری تعالیٰ استقامت دے اور مزید کامیابیوں سے نوازے۔ (مولانا) قاری محمد رمضان (حافظ) شوکت علی حقانی (مولانا) نیک محمد وزیرستانی

• غم دین خور، کہ غم غم دین است | ارباب علم وکمال اور پیشہ "رزق حلال" (مولانا عبدالقیوم حقانی کا الحق میں شائع ہونے والا سلسلہ مضامین مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے ارباب فضل و کمال کا تذکرہ و تعارف) بلاشبہ بہترین معلومات کا ذخیرہ اور عجائب و غرائب کا مجموعہ ہے۔ بہرحال اس پر آپ کی تحریر پُر تاثیر سونے پر سہاگہ۔ ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ۔ ونعوذ باللہ من الحور بعد الکور۔

خدا کرے مصروف دنیا اس سے یہ سبق سیکھے کہ ع

غم دین خور، کہ غم غم دین است

نہ یہ کہ اہل علم ان کو دیکھ کر دنیوی مشاغل میں لگ جائیں۔ کہ ایں ہم سنّت بزرگان است

بلاشبہ یہ سنت بزرگان ہے مگر ایسی سنتوں پر عمل کرنے کے لئے دل گردہ بھی بزرگوں کا چاہئے ع

چوں نداری گرد بد خوئی مگرد

شاید شمائم امدادیہ یا اپنے اکابرین کی کسی دوسری کتاب میں پڑھا ہے اور غالباً واقعہ بھی حضرت حاجیؒ صاحب کا ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے ادائے سنت کے ارادہ سے جَو کی روٹی یا بن چھنا آٹا استعمال فرمایا۔ پیٹ میں درد ہونے لگا اور اسی پریشانی میں کئی سنتیں رہ گئیں۔ تو فرمایا ہمیں اندازہ نہیں تھا کہ ہم اس سنت پر عمل کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

بہرحال اکابرین نے واقعی ان مشاغل سے استنکاف نہیں فرمایا (اگرچہ بہت سے حضرات کی یہ نسبتیں اس لئے بھی مشہور ہوگئیں کہ ان کے آباؤ اجداد نے یہ پیشے اختیار کئے ہوئے تھے مگر اپنی اولاد کو دین پر لگا دیا۔ اور انہوں نے ان پیشوں کی طرف نسبت کرنے کو عار نہیں سمجھا) یہ اس زمانہ میں دین سے عام لگاؤ کا اثر تھا جس طرح کہ اب ہوا کا رخ دیکھ کر علماء و مشائخ نے (الا ماشاء اللہ) اپنی اولاد کو دین سے محروم رکھنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

یعنی اس کا انکار نہیں کہ اکابر علماء نے تجارت، ملازمت، زراعت، سیاست اور مزدوری تک کی ہے لیکن جہاں گئے

وہاں دین لے کر گئے۔ اور اس پورے حلقہ کو دیندار بنا کر چھوڑا۔ مگر یہ بھی مسلّمہ حقیقت ہے کہ ع

ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

ابتدائیہ کا یہ جملہ نہایت قابلِ قدر اور مستحق غور و فکر ہے :۔

" جہاں دونوں میں معاوضہ اور تقابل پیش آجاتا تو وہاں ذاتی کام رکاوٹ نہ بننے پاتا اور ہمیشہ علمی کام کو ترجیح دی جاتی "

ہم عشاق دنیا اپنے آپ کو ان پر قیاس کرنے لگیں تو یہ ہماری بھول ہوگی ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

شیر آں باشد کہ مردم می درد شیر آں باشد کہ مردم می خورد

صرف یائے مجہول اور معروف کا فرق لگ گیا مگر نتیجہ کہاں سے کہاں پہنچ گیا۔ عملی دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ جو اُدھر گیا وہ اُدھر کا ہو گیا ع

ہر کہ در کانِ نمک رفت نمک شد

معاملات خرید و فروخت میں جو دھاندلیاں بے علموں کی عادت ہے علم والے ان میں ان سے آگے بڑھ گئے۔ نماز باجماعت تو کیا خود نماز کی پابندی بھی ختم۔ بیع فاسد بیع مکروہ کی باتیں شریعت مطہرہ منسوخہ سمجھی جانے لگیں۔ ملازمت میں گئے تو معدودے چند حضرات کے علاوہ رفتار، گفتار، چال چلن سب کچھ بدل گیا۔ ننگے سر پھرنا تک معیوب ہو گیا۔ پگڑی اور کندھے کی چادر تو ایک گالی بن گئی۔ غیر حاضریاں اور غلط بل پیش کرنے تک کے کاروبار میں نئے فیشن والوں سے سبقت لے گئے۔

کاشتکار یا زمیندار ہو گئے تو طبقاتی کشمکش میں دین پڑھے ہوئے حضرات اور بے علم کاشتکاروں اور زمینداروں میں فرق کرنا مشکل ہو گیا۔

سیاست کا میدان تو اتنا بے لگام ہو گیا ہے کہ اس میں مذہب اور شریعت کا نام لینا بھی مسخرہ اور باعث بے عزتی ہو گیا ہے ع

کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

؎ کبھی وہ دور تھا جب موجب عزت تھا "سیماھم" محراب موجب ذلت ہے سجدے کا نشاں ساقی

سیاست زدہ مولوی صاحبان شریعت کے نام سے چڑھنے لگے ہیں ان کے مذہب میں ہر مطالبہ کے لئے تحریکیں چلائی جا سکتی ہیں مگر شریعت کے لئے ہرگز نہیں۔ بے علموں میں یہ ہمت رہی نہ اور یہ جرأت بے جا کہاں۔ بہرحال نام تو ان اکابرین کا لیا جاتا جاتا ہے جنہوں نے دنیا کو بھی دین بنا لیا تھا۔ اور کام یہ کہ دین کو بھی دنیا کے تابع کر دیا ؎

کفر گیرد کاملے ملت شود
ہر چہ گیرد علتی علت شود